صدائے منبر

ایک آئیڈیل گھرانہ مگر کیسے؟؟

مولانا محمد یونس
خطیب جامعہ سلفیہ

و من ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (الروم 21)

اوراس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں ، تاکہ تم ان سے آرام و سکون پاؤ، اوراس نے تمہارے درمیان محبت و ھمدردی قائم کردی ، یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

ہرانسان اپنے آرام وسکون کیلئے ایک گھر کے حصول کی جستجو کرتا ہے جس گھر کی چاردیواری میں غم،مصیبت اور پریشانی کے وقت پناہ لے سکے۔ تھکاوٹ اور بیماری کے وقت اس گھر کی چھت تلے راحت وسکون کے لمحات حاصل کرسکے اوراس گھر کو اپنے اہل وعیال کی خوشیوں اور مسرتوں کا مرکز بنا سکے۔ پھراس گھر کو جنت نظیر بنانے کیلئے ضرورت و آرام کی ہر چیز مہیا کرتا ہے۔ تاکہ زندگی کی یہ ساعات آرام واطمینان کیساتھ گزر سکیں۔اس مقصد کیلئے وہ تمام مادی وسائل بروئے کارلاتا ہے محنت و مشقت بھی اٹھاتا ہے۔ اور اپنی تمام ذہنی وفکری صلاحیتیں بھی استعمال کرتا ہے لیکن بسا اوقات یہ سب کچھ کرنے اور بہت کچھ حاصل کرنے کے باوجود وہ دلی راحت وسکون پانے سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ غم وفکر میں اضافہ ہوتا ہے، ذہنی پریشانی بڑھ جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سامان دنیا ہماری راحت وآرام کا سبب نہیں بلکہ وہ ہدایات وتعلیمات ہمارے دلی سکون و اطمینان کی ضامن ہیں جو ہمارے خالق ومالک نے ہمیں اپنے گھر بسانے کیلئے دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اس کے راحت وسکون کیلئے جو چیز پیدا کی وہ حوا علیہا السلام تھیں۔ لتسکنوا الیھا ۔ تاکہ یہ آدم علیہ السلام کیلئے آرام وسکون کا سامان بنے۔ جہاں نسل انسانی کی بقا اور اس کے پھیلاؤ کیلئے اس جوڑے کی ضرورت تھی وہاں انسان کیلئے جو زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے ایک شریک حیات کی ضرورت تھی تاکہ خلافت کی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت یہ بیوی اس کے آرام وسکون اور دلی اطمینان کا ذریعہ بنے۔

شریک حیات کے بغیر نہ گھر کا تصور کیا جا سکتا ہے نہ گھر سنور سکتا ہے نہ برگ وبار لاسکتا ہے، عورت ہی گھر کو جنت نظیر بنا سکتی ہے یا اسے جہنم کدہ میں بدل سکتی ہے۔ عورت ہی گھر کی زینت ہے اور اس چاردیواری کی ملکہ ہے۔ وہ اس کی باغ و بہار بھی ہے اور حسن و جمال بھی۔ لیکن جہاں وہ اس کی آبادی کا ذریعہ ہے وہاں کبھی کبھار اس کی بربادی کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

خالق کائنات نے جب مرد وزن کو تخلیق انسانی کا ذریعہ بنایا تو ان زوجین کے حقوق وفرائض میں توازن قائم رکھنے سے پہلے ہدایات وتعلیمات بھی عطا کیں۔ اگران ہدایات وتعلیمات کو اختیار کیا جائے تو شریک حیات سے آرام وسکون اوراطمینان قلب حاصل ہوگا۔ لیکن ان ہدایات سے روگردانی صرف ایک گھر کی بربادی نہیں بلکہ معاشرہ اور پوری قوم کے بگاڑ پر منتج ہوگی کیونکہ خاندان افراد سے بنتے ہیں اور خاندانوں کے مجموعہ سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور معاشرہ سے قوم بنتی ہے۔

ایک اچھا خاندان معاشرہ کو اچھے افراد مہیا کرے گا اور بگڑا ہوا خاندان معاشرہ کو ایسے افراد دے گا جو اس کے بگاڑ کا سبب بن سکتے ہیں۔

ایک گھرانے یا خاندان کی بنیاد زوجین پر ہے اگر ان کے باہمی تعلقات درست ہونگے تو گھرانہ کے تمام افراد سے خیر کی امید کی جا سکتی ہے لیکن اگران کے تعلقات میں بگاڑ ہوگا تو دیگر افراد خانہ سے خیر کی امید نہیں کی جا سکتی ہے۔

ایک عورت پر بہت اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے جہاں اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے خاوند کیلئے راحت وسکون اوراطمینان قلب کا ذریعہ بنے وہاں اس کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ نئی نسل کی تربیت کرے اور قوم کو ایسے عمدہ افراد مہیا کرے جو قوم کے روشن مستقبل کے ضامن ہوں۔

اس دنیا میں عورت سب سے پہلے بیوی کی حیثیت میں پیدا کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے حضرت حوا علیہا السلام کو بیوی کی حیثیت سے پیدا کیا گیا۔ بیوی کی حیثیت کے بعد پھر اسے بیٹی، بہن، ماں، یا بہو کی حیثیت حاصل ہوئی۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو

دنیا کی بہترین چیز قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدنیا کلھا متاع و خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ (مسلم)

دنیا کی ہر چیز مال و متاع ہے (جو ہمارے فائدہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے) اور دنیا کی بہترین چیز نیک عورت (بیوی) ہے۔

ایک عورت کس طرح اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔ بیوی جو خیر متاع الدنیا ہے یہ خاوند کی ملکیت وحفاظت میں دے دی جاتی ہے۔ تو عورت کی ملکیتی چیزیں کیوں نہ خاوند کی ملکیت میں جائیں گی۔ بیوی اگر اپنے خاوند کا دل جیتنا چاہتی ہے (اور ایسا کئے بغیر گھر کا ماحول خوشگوار نہیں ہوسکتا ہے) تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ جہاں اس نے اپنے آپ کو اپنے شوہر کے سپرد کر دیا ہے وہاں اپنا سب کچھ زیور، لباس، فرنیچر، گھر کا سامان، سب کچھ اپنے شوہر کے حوالہ کر دے۔ کبھی بھی زبان پر یہ بات نہ لائے اور نہ کبھی اس کا اظہار کرے کہ فلاں چیز میری ہے میں اپنے ماں باپ کے گھر سے لائی ہوں۔ جب ماں باپ نے اپنے جگر کا گوشہ اپنی عزت اس خاوند کے حوالہ کر دی ہے تو باقی سامان کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ مکہ کی ایک مالدار خاتون تھیں نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آ جانے کے بعد اپنا سب کچھ آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا۔ اور پھر اس طرح وفا شعاری خدمت گزاری کا مظاہرہ کیا۔ کہ ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی طبیعت بجھی بجھی رہتی۔ حضرت خولہ بنت حکیم ایک روز تعزیت کیلئے آئیں تو کہا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ بڑے غمگین دکھائی دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہ ہوں؟ وہ میرے بچوں کی شفیق ماں تھی میری غمگسار اور رازدان تھی۔ اس نے مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا میری رفاقت میں آ کر وہ دنیا کی ہر چیز بھول گئی تھی اس نے محبت، سلیقہ شعاری اور وفاداری کا حق ادا کر دیا مجھے وہ بھلا کیوں نہ یاد آئے اور میں کس طرح اسے بھول سکتا ہوں؟۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہ اوصاف حمیدہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بطور خاص آسمان سے حضرت خدیجہ کو سلام پہنچانے کیلئے بھیجا۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ ابھی آپ کے پاس حضرت خدیجہ تشریف لا رہی ہیں جب وہ آئیں تو انہیں اللہ رب العزت کا اور میرا سلام کہنا اور جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دینا جو ہیرے کا بنا ہوگا، اس پر یاقوت سے مینا کاری کی گئی ہوگی۔ نہ اس گھر میں شور وغوغا ہوگا اور نہ محنت و مشقت ہوگی۔

اگر بیوی اپنا سب کچھ خاوند پر نچھاور کر دے تو خاوند بھی اپنے دل میں اسے اعلیٰ مقام دے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ایسی عورت کیلئے بہترین اجر وانعام ہے۔

ایک اچھی بیوی ہر لحاظ سے خاوند کیلئے راحت کا ذریعہ بنتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند کس حالت میں ہے غمگین پریشان تو نہیں پھر اس کے ہر غم اور پریشانی میں شریک ہوتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دیکھتی ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ پریشان ہیں پوچھتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول آپ کیوں پریشان ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے ان جانثار صحابہ کے طرز عمل پر پریشان ہوں۔ ابھی یہ میرے ہاتھ پر جانثاری کی بیعت کر رہے تھے اب میں نے حکم دیا کہ اپنی قربانیاں ذبح کر کے احرام کھول دو تو وہ میرے حکم کی تعمیل نہیں کر رہے تھے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ کہ اللہ کے رسول آپ پریشان نہ ہوں (صحابہ کرام صلح حدیبیہ کی بعض دفعات سمجھ میں نہ آنے وجہ سے بد دل ہیں) آپ اپنی قربانی ذبح فرمائیے یہ بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپ نے اپنی قربانی ذبح کی تو سب صحابہ اپنی اپنی قربانیوں کی جانب لپکے اور انہیں ذبح کر دیا۔

اس لئے ہر بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کی ہر کیفیت کو نگاہ میں رکھے۔ اس کے غم اور خوشی میں ہر طرح سے شریک ہو کر اس کا دل جیتے۔

حضرت ابوطلحہ کا بیٹا بیمار تھا وہ سفر کیلئے چلے گئے واپس آ کر پوچھتے ہیں کہ بیٹے کا کیا حال ہے بیوی جو بچے کی ماں بھی تھی کہتی ہے کہ پہلے سے بہتر ہے۔ (حالانکہ اس وقت بچہ فوت ہو چکا تھا) خاوند کو کھانا کھلاتی ہے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اپنے خاوند سے پوچھتی ہیں اگر کسی نے کوئی چیز ادھار لی ہو پھر اس چیز کا مالک اپنی چیز واپس مانگے تو کیا کرنا چاہئے کیا دینے سے انکار کر دینا چاہئے تو ابوطلحہ کہتے ہیں کہ نہیں اسے وہ چیز واپس کر دینی چاہئے۔ تو نیک بیوی ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے ہمیں ایک بیٹا دیا تھا وہ اس نے واپس لے لیا ہے۔

حضرت ام سلیم نے کس حکمت ودانائی کی ساتھ اپنے خاوند کو ہولناک خبر دی گھر میں داخل ہوتے ہیں سفر سے اور بھوک سے نڈھال خاوند کو

پریشان کن خبر نہیں دی۔ اسے بھوک و پیاس دور کرنے اور تھکاوٹ اتارنے کا موقع دیا پھر اچھے انداز میں انہیں خبر سنائی۔

اس کے برعکس اگر کام کاج سے تھکا ہارا بے چارہ خاوند گھر میں داخل ہو تو اسے بیوی کی مسکراہٹ دیکھنے اور چند میٹھے بول سننے کی بجائے یہ سننا پڑے۔ کہ کہاں سے آئے ہو؟ اتنی تاخیر کیوں کی؟ گھر میں سبزی نہیں ہے، گھی نہیں ہے، فلاں چیز نہیں ہے۔ تمہیں کسی کی فکر نہیں ہوتی، نہ میری فکر ہے نہ بچوں کی۔ وہ حیرت کے ساتھ بیوی کی جانب دیکھتا ہے تو منہ پھولا ہوا، ماتھے پر شکنیں، آنکھوں میں غیظ و غضب، جب گھر کی جانب نظر دوڑاتا ہے تو ہر طرف افراتفری کا عالم ہے، کوئی چیز سلیقہ سے نظر نہیں آتی، ہر جانب سامان بکھرا ہوا ہے، بچوں کی جانب دیکھتا ہے تو ماں کی ممتا کے پیاسے مگر اس کی مار سے خوف زدہ آنکھوں میں آنسو بھرے اور سہمے ہوئے اپنے باپ کی طرف بے چارگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو سوچیے ایسے خاوند کے دل پر کیا بیتے گی؟ وہ بے چارہ تو اہل خانہ کی خاطر گرمی و سردی برداشت کرتا ہے محنت و مشقت سے کام کرتا ہے اپنی راحت و آرام قربان کرتا ہے ایسے خاوند کے دل میں بیوی کی کیا قدر ہوگی؟ کتنی محبت و چاہت ہوگی؟ ایسے گھر میں قدم رکھنا اس کیلئے کس قدر مشکل ہوگا؟ کیا ایسا گھر اسے راحت و آرام دینے کے بجائے کاٹ کھانے کو نہیں دوڑے گا؟ ایسا گھرانہ جہنم کدہ نہیں بنے گا تو اور کیا بنے گا؟ معصوم بچوں کی تربیت پر کیسے برے اثرات پڑیں گے؟

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تھکا ہارا خاوند گھر آتا ہے تو ملکہ عالیہ گھر میں نہیں ہوتیں کبھی بازار میں، کبھی کسی دعوت میں، کبھی کسی سہیلی کے ہاں، کبھی کسی میٹنگ میں، کبھی کسی درس میں۔ تو بتایئے ایسا خاوند سکون کی تلاش میں کیا کرے گا؟

اس لئے بیوی کا یہ فرض ہے کہ خاوند کے گھر واپسی کے اوقات میں گھر رہے اور اچھے انداز میں اس کا استقبال کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خیر النساء من تسرک اذا بصرت وتطیعک اذا امرت وتحفظ غیبتک فی نفسها ومالہ (رواہ الطبرانی، صححہ الالبانی)

بہترین بیوی کی یہ صفت ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو وہ تمہاری مسرتوں میں اضافہ کرے۔ اگر تم اسے کوئی حکم دو تو فوراً بجا لائے۔ اور تمہاری غیر موجودگی میں اپنی عزت و ناموس کی اور تمہارے مال کی حفاظت کرے۔

عورت کو سوچنا چاہیئے کہ میرا کوئی عمل، بازار میں جانا، بے حجاب ہونا، غیروں سے بے تکلف ہونا، دوسروں سے لین دین کرنا، ہمسایوں سے لڑنا جھگڑنا، میرے خاوند کی عزت کو مجروح تو نہیں کر رہا؟ میری کسی حرکت سے اس کی ذات پر کوئی حرف تو نہیں آرہا ہے؟

بیوی کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ اسے بلا ضرورت اور فضول کاموں میں صرف نہ کرے۔ اور اس کے طاقت سے بڑھ کر اس سے مالی مطالبات نہ کرے۔ بلکہ خاوند کی آمدن کے لحاظ سے گھر کا بجٹ بنائے، ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ رقم محفوظ بھی رکھے جو مشکل حالات میں کام آسکے۔ خاوند کی اجازت سے اس کے مال سے مناسب حد تک صدقہ وخیرات بھی کرتے رہنا چاہیئے اور کبھی کبھار خاوند کی اجازت کے بغیر خاص گھریلو اخراجات سے بھی خرچ کرسکتی ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

وما انفقت من نفقة عن غیر امرہ فانہ یؤدی الیہ شطرہ

اگر بیوی اپنے شوہر کے حکم کے بغیر گھریلو اخراجات سے اللہ کی راہ میں دے گی تو (اس عورت کے ساتھ) اسکے خاوند کو بھی اجر و ثواب ملے گا۔

مشکل اور تنگی کے حالات میں اسے زبان پر شکوہ نہیں لانا چاہیئے بلکہ اخراجات پر کنٹرول کر کے خاوند کا ساتھ دینا چاہیئے ناشکری کے چند بول بھی عورت کو جہنمی بنا دینے کیلئے کافی ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہوگی، اور اس کی وجہ ان کی ناشکری ہے۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ کی ناشکری نہیں بلکہ اپنے شوہروں کی ناشکری۔

نبی کریم ﷺ نے ایک صحابیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

فانظری این انت منہ؟ فانما ھو جنتک ونارک (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

اس بات کا جائزہ لیتی رہنا کہ تم اپنے خاوند کی نگاہ میں کیسی ہو؟ وہ تمہاری جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔

اور آپ نے زوجین کے باہمی مقام و مرتبہ کا تعین کرتے ہوئے فرمایا:

لو کنت امراً ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا (ترمذی)

اگر میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

جب کوئی عورت اپنے خاوند کو اذیت دیتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی حوریں (جنہوں نے اس کی زوجیت میں آنا ہے) اسے بددعا دیتے ہوئے کہتی ہیں:

لاتوذیہ قاتلک اللہ فانما ھو عندک دخیل اوشک ان یفارقک الینا (ابن ماجه، صححه الالبانی)

اللہ تجھے ہلاک کرے اسے تکلیف نہ دے یہ چندروز کیلئے تیرے پاس ہے عنقریب تجھے چھوڑکر ہمارے پاس آنے والا ہے۔

اسلام نے خاوند کو بیوی پر فوقیت ضرور دی ہے:

الرجال قوامون علی النساء

کہہ کر مردوں کو عورتوں کا نگہبان قرار دیا ہے۔اور

وللرجال علیھم درجة

کہہ کر خاوند کو بیوی پر فوقیت دی ہے لیکن خاوند کو یہ اجازت نہیں دی کہ عورت کو پاؤں کی جوتی قرار دے یا اسے منحوس سمجھے بلکہ ولھن مثل الذی علیھم بالمعروف کہہ کر بتایا کہ جس طرح بیویوں کے فرائض ہیں ان کے حقوق بھی ہیں اور اچھا انسان وہی ہے جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی (ترمذی)

تم میں اچھا انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے (بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا مردانگی کے خلاف نہیں) میں بھی ہر ایک سے بڑھ کر اپنے اہل وعیال کیساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔

رب ذوالجلال نے: ھن لباس لکم وانتم لباس لھن کہہ کر بتادیا تم لباس کی طرح ایک دوسرے کی حفاظت اور خوبصورتی کا سامان ہو، اور ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہو۔تمہاری عزت بھی مشترک ہے اور وقار بھی، کسی ایک کی توہین اور بےعزتی دونوں کی توہین اور بےعزتی ہے۔

جہاں بیوی کو ہدایت ہے کہ اللہ اور رسول کے بعد اپنے سرتاج کو اپنے لئے سب سے بالا سمجھے۔ اس کی فرمانبردار، وفادار اور خیر خواہ بن کر رہے۔ دنیا وآخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ کرے۔ وہاں شوہر کو تلقین کی ہے کہ بیوی کو خیر متاع الدنیا سمجھے ،اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ قرار دے کر اس کی قدر کرے۔

اس سے محبت کرے اس کی دلجوئی کرے اور اس کے حقوق وجذبات کا خیال رکھے۔غلطی پر صبر وتحمل اور چشم پوشی سے کام لے ، دانشمندی سے اس کی اصلاح کرے۔ اور حتی المقدور اس کی ضروریات اور راحت و آرام کا خیال رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

اتقوا اللہ فی النساء وانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمة اللہ (مسلم)

لوگو! اپنی بیویوں کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا تم نے اللہ کی امان کے ساتھ انہیں اپنی زوجیت میں لیا ہے۔اگر یہ اپنے والدین سے دور ہیں اور تمہارے رحم وکرم پر ہیں تو یاد رکھنا انہیں اللہ کی امان حاصل ہے اگر تم نے ان پر زیادتی کی تو تم اللہ کی امان کو توڑنے کے مرتکب قرار پاؤ گے۔

آپ نے فرمایا:

ان من اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا و الطفھم باھلہ (ترمذی)

کامل ایمان والا شخص وہ ہے جو سب سے بڑھ کر حسن اخلاق کا مالک ہو۔اور اپنی بیوی کے ساتھ محبت ومہربانی کا سلوک کرتا ہو۔

عورت میں کچھ فطری کمزوریاں ہوتی ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا چاہئے اس سے گھر کا ماحول خوشگوار ہوگا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

استوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شی فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء (متفق علیہ)

میں عورتوں کے بارہ میں تمہیں نصیحت کرنے لگا ہوں اسے قبول کرنا یہ تمہاری دنیا وآخرت بہتر بنانے کا سبب بنے گی۔عورتوں کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے۔اور پسلی کی ہڈی کو سیدھا کرنا ممکن نہیں ہے۔اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو یہ ٹوٹ جائے گی۔اسے یوں ہی رہنے دو اسی حالت میں ان سے استفادہ کرو۔

کوئی بھی انسان ہر لحاظ سے کامل نہیں ہوتا ہر شخص میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہوتی ہے۔عورت تو فطری طور پر بہت سی کمزوریوں کا مجموعہ ہوتی ہے لیکن مرد بھی ہر لحاظ سے کامل اور عیوب سے پاک نہیں ہوتا۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لایفرک مومن مومنة ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر (مسلم)

خاوند کو اپنی بیوی سے نفرت نہیں کرنی چاہئے اگر اس کی کوئی ایک عادت ناپسند ہوگی تو کوئی نہ کوئی دوسری عادت ضرور پسندیدہ ہوگی۔

غلطی پر بیوی کی اصلاح نہایت حکمت اور

دانشمندی سے کرنی چاہئے بیوی پر ہاتھ اٹھانا نہ مردانگی ہے اور نہ مردوں کیلئے کوئی خوبی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نامردوں کے بارہ میں فرمایا ہے:

لیس اولئک بخیارکم (مسلم) یہ کوئی اچھے مسلمان نہیں ہیں۔ جب علیحدگی ناگزیر ہو تو علیحدگی سے قبل آخری حربہ کے طور پر معمولی سے جسمانی سرزنش کی اجازت ہے۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے تو عورتوں کو آبگینے قرار دیا ہے اور شتربانوں کو سواریاں تیز دوڑانے سے منع کیا کہ ان پر صنف نازک سوار ہے۔ **رفقا بالقواریر**۔ یہ آب گینے (شیشے کے برتن) ہیں ذرا آہستہ چلو۔

جہاں عورت کو ہدایت ہے کہ خاوند کی ہر کیفیت کا اندازہ لگائے اور اس کی خوشی اور غم میں شریک ہو۔ وہاں خاوند کیلئے بھی یہ اسوہ حسنہ ہے کہ بیوی کے دلی جذبات کا اندازہ لگائے اور اسکی قلبی کیفیت کو محسوس کرے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عائشہ: جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ وہ حیران ہو کر پوچھتی ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو تو **و رب محمد** کہہ کر قسم اٹھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو **و رب ابراھیم** کہہ کر قسم اٹھاتی ہو۔ اس حقیقت کے آشکار ہونے پر حضرت عائشہ وضاحت فرماتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول میں تو صرف آپ کا نام ترک ہی کرتی ہوں۔

خاوند کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی خواہشات اور جذبات کا خیال رکھے۔ صرف اپنی خواہشات کو ہی مقدم نہ رکھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے انصاری بھائی حضرت ابودرداء کی بیوی کو (پردہ کے احکام سے قبل) دیکھا کہ بال پراگندہ ہیں لباس بھی صاف ستھرا نہیں ہے تو تعجب سے پوچھا کہ ام درداء یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تو ام درداء کہتی ہیں کہ تمہارا بھائی ابودرداء دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو نوافل پڑھتا رہتا ہے۔ اسے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو حضرت سلمان فارسی نے حضرت ابودرداء کو سمجھایا:

ان لنفسک علیک حقا ولزوجک علیک حقا

کہ انسان پر نفس کا بھی حق ہے اسے آرام کے مواقع دیئے جائیں اور بیوی کا بھی حق ہے اسے بھی رفاقت کی ساعات دینی چاہئیں۔

خاوند کو بھی چاہئے کہ اپنے لباس اور جسم کو صاف ستھرا رکھے نبی کریم ﷺ نے ایک شخص پراگندہ حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس بال درست کرنے کیلئے کنگھی نہیں ہے؟۔ لباس دھونے کیلئے صابن نہیں ہے؟۔ اس نے بتایا کہ سب کچھ ہے تو فرمایا پھر یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے اثرات تمہارے جسم پر نظر آنے چاہئیں۔

خاوند پر بیوی کا حق ہے کہ اس کی خوراک اور لباس کے اخراجات برداشت کرے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے **ان تطعمها اذا طعمت وتکسوها اذا اکتسیت** (ابوداؤد)

خاوند کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے لئے تو بے شمار جوڑے سلوائے اور بیوی کیلئے بخل کا مظاہرہ کرے۔ خود اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھائے لیکن بیوی کو اس سے محروم رکھے۔ خوراک اور لباس میں مساوات بھی چاہئے اور اعتدال و توازن بھی۔ بلا ضرورت کپڑے سلوائے جانا دونوں کیلئے جائز نہیں ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسىٰ ان تکرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا کثيرا (سورۃ النساء:19)

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تب بھی ان سے نباہ کرو) ہوسکتا ہے کہ جس کو تم ناپسند کرتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ خیر کثیر پیدا فرمادے۔

گلاب کے پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں ان کانٹوں سے الجھ کر زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ عورت میں خامیاں ضرور ہیں لیکن بہت سی ایسی خوبیاں بھی ہیں جو شاید مردوں میں بھی نہ ملتی ہوں۔

مرد خود کو بڑا جفاکش سمجھتا ہے لیکن یہ وصف عورت میں بدرجہ اتم موجود ہے موسم گرما میں باورچی خانہ کی گرمی میں تپتے ہوئے پسینے سے شرابور، خاوند اور اس کی اولاد کیلئے کھانا تیار کرنا جفاکشی نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا بچے جننا اور انہیں پالنا پوسنا جفاکشی نہیں؟ مرد یہ کام کرسکتے ہیں؟

عورت بہت زیادہ قناعت پسند ہے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اولاد کا پیٹ بھرتی ہے خود غم کے گھونٹوں پر اکتفا کرلیتی ہے لیکن اولاد کی بھوک و پیاس برداشت نہیں کرسکتی۔ اپنے خاوند کے کھانے کا اہتمام کرتی ہے خواہ اسے خود بھوکا رہنا پڑے۔

اچھی عورت کی خوبی ہے کہ اپنے خاوند پر جان چھڑکتی ہے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ داماد

بقیہ صفحہ 25 پر